جلد ۳۲ | ۱۹ ماہ تبلیغ ۱۳۲۳ھش | ۲۳ صفر ۱۳۶۳ھ | ۱۹ فروری ۱۹۴۴ء | نمبر ۴۳

مدینۃ المسیح

لاہور ۱۷ ماہ تبلیغ۔ آج رات کے گیارہ بجے بذریعہ فون اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت اچھی ہے۔ الحمد للہ

سیدہ اُم طاہر احمد صاحبہ کے متعلق یہ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ ان کی حالت پہلے سے بہتر ہے۔ مگر خطرہ سے خالی نہیں۔ احباب دردِ دل سے ان کی خیر و عافیت کے لئے دعا فرماتے رہیں۔

قادیان ۱۷ ماہ تبلیغ۔ حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت ناساز ہے۔ احباب جماعت دعاء صحت کریں۔ —— آج کسی قدر بارش ہوئی۔

روزنامہ الفضل قادیان —— ۲۳ صفر ۱۳۶۳ھ

موجودہ زمانہ میں کون ہے جو الہامی دعاوی کیساتھ کھڑا ہوا؟

مولانا ابو الکلام آزاد کے ایک مضمون سے جو اخبار "زمزم" میں شائع ہوا۔ بتایا گیا تھا۔ کہ "امت اسلامیہ کی موت و حیات، ترقی و تنزل اور سعادت و شقاوت کے جو اصولی اسباب و مراتب خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمائے ہیں۔ انکی سب سے اہم حقیقت٭ اجتماع و ائتلاف کی صالح و حقیقی زندگی پیدا کر دینا محض انسانی تدبیر سے ممکن نہیں۔ دنیا میں کوئی انسانی تدبیر اُمت پیدا نہیں کر سکتی۔ یہ کام صرف اللہ ہی کی توفیق و رحمت اور اس کی وحی و تنزیل کا ہے۔ کہ بکھرے ہوئے ٹکڑوں کو جوڑ کر ایک بنا دے"

تعلیم اسلام سے واقفیت رکھنے والے ہر شخص کو اقرار کرنا پڑے گا۔ کہ یہ جو کچھ فرمایا گیا بالکل درست اور صحیح ہے۔ فی الواقعہ قوموں اور ملکوں میں اجتماع کی صالح و حقیقی زندگی محض انسانی تدبیر سے پیدا کرنا ممکن نہیں یہ کام صرف اللہ ہی کی توفیق و رحمت اور اس کی وحی و تنزیل کر سکتی ہے۔ اور جب یہ مسلم ہے۔ اور ساتھ ہی مسلمانانِ عالم میں انتہائی اشتات اور انتشار موجود تو ضروری ہے۔ کہ کسی ایسے وجود کی تلاش کی جائے۔ جو مسلمانوں میں اجتماع کی صالح و حقیقی زندگی اللہ ہی کی توفیق و رحمت اور اس کی وحی و تنزیل سے پیدا کرنے کا مدعی ہو۔ اور جس نے دنیا میں "جماعت" قائم کر دی ہو۔ ہم نے بتایا تھا۔ کہ ایسا انسان سوائے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اور کوئی نہیں۔

مولانا ابو الکلام آزاد کے مضمون کا دوسرا حصہ جو ۱۵ فروری کے "زمزم" میں شائع ہوا ہے۔ اس میں انہوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بیان فرمودہ تشریحات سے یہ ثابت کیا ہے۔ کہ اسلام میں "جماعت" کا کیا مفہوم ہے اور اسے کتنی اہمیت ہے چنانچہ لکھا ہے۔

"شارع نے اسلام اور اسلامی زندگی کا دوسرا نام جماعت رکھا ہے۔ اور جماعت سے علیحدگی کو جاہلیت اور حیات جاہلی سے تعبیر کیا ہے۔ من فارق الجماعۃ فمات فمیتۃ جاھلیۃ٭ وغیر ذالک۔ اور اسی بناء پر بکثرت احادیث و آثار موجود ہیں۔ جن میں نہایت شدت کے ساتھ ہر مسلمان کو ہر حال میں التزام جماعت اور اطاعت امیر کا حکم دیا گیا"

اس کی پیروا نہ کرنے والوں کے متعلق جو شدید احکام شریعت میں موجود ہیں۔ ان کا ذکر کرتے ہو لکھا ہے:-

"خلاصہ ان سب کا یہ ہے۔ کہ ہمیشہ جماعت کے ساتھ رہو۔ جو جماعت سے الگ ہوا۔ اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ افراد تباہ ہو سکتے ہیں۔ مگر ایک صالح جماعت کبھی تباہ نہیں ہو سکتی۔ اس پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ اللہ کبھی ایسا نہ ہونے دے گا۔ کہ پوری اُمت گمراہی پر جمع ہو جائے"

پس جبکہ اسلام نے ایک طرف تو ایک واجب الاطاعت امام کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔ اور دوسری طرف اطاعت نہ کرنے والوں اور اس طرح خدا تعالیٰ کی قائم کردہ جماعت سے الگ رہنے والوں کو سخت سزا کا مستحق قرار دیا ہے۔ تو قابلِ غور امر یہ ہے۔ کہ موجودہ زمانہ میں خدا تعالیٰ نے کوئی امام مبعوث کیا ہے یا نہیں۔ اگر دنیا میں کوئی ایسا امام ہی نہیں۔ جسے خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کی پراگندگی اور انتشار کو دور کر کے ایک جماعت بنانے کے لئے بھیجا۔ تو پھر اس کی اطاعت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور اگر بھیجا ہے تو ضروری ہے کہ اُسے قبول کیا جائے۔ اور اس کے آگے سرِ تسلیم خم کر دیا جائے یہ تو صاف بات ہے۔ کہ کسی ایسے انسان کو خدا تعالیٰ کا فرستادہ۔ امام اور مصلح تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ جسے یہ دعویٰ ہی نہ ہو۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث کیا گیا ہے۔ اور جو اس بات کا مدعی نہ ہو۔ کہ خدا تعالیٰ نے اسے الہام اور وحی سے مشرف فرمایا ہے۔ کیونکہ کوئی خود ساختہ اور ان انسانوں کا تجویز کردہ امیر یا مصلح جو اشتات و انتشار کی بدترین صورت پیش کر رہے ہیں۔ قطعاً اس قابل نہیں ہو سکتا۔ کہ مسلمانوں کو اس آگ کے گڑھے سے نکال کر ایک سلک میں منسلک کر سکے۔ جیسا کہ خود مولانا ابو الکلام آزاد کو بھی تسلیم ہے۔

پس چاہیئے۔ کہ ایسے مرد خدا کی تلاش کی جائے یہ ہمدردانہ صدا عرصہ سے بلند ہو رہی ہے۔ کہ مستعد اور سعید فطرتوں کے لئے ضروری تھا۔ کہ وہ صدی کا سر آ جانے پر نہایت اضطراب اور بے قراری کے ساتھ اُس مردِ آسمانی کو تلاش کرتے۔ اور اُس آواز کے سننے کے لئے ہمہ تن گوش ہو جاتے۔ جو انہیں یہ مژدہ سناتی۔ کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے وعدہ کے موافق آیا ہوں۔

چنانچہ ایسے مستعد اور سعید الفطرت ہزاروں نہیں لاکھوں انسان نہ صرف ہندوستان میں بلکہ دنیا کے ہر گوشہ میں موجود ہیں۔ جنہوں نے صدق دل سے اس مردِ آسمانی کی تلاش کی۔ اور ہمہ تن گوش ہو کر اُس کی یہ آواز سُنی۔ کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے وعدہ کے موافق آیا ہوں۔ اور اُسے قبول کر کے ایک جماعت بن گئے۔ اور ایک امام کے حلقۂ اطاعت میں داخل ہو گئے لیکن بہت ہیں جو ابھی اس سعادت سے محروم ہیں۔ ان کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ وہ ٹھنڈے دل سے اس زمانہ کے مصلح اور مامور کے حسب ذیل الفاظ پر غور کریں۔

"آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے

٭ جو شخص جماعت سے علیحدہ رہا اور اسی حالت میں مر گیا تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہے۔

بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا۔

ایڈیٹر:- غلام نبی

سیدہ ام طاہر احمد صاحبہ کی صحت کے لئے دُعا کی جائے

سیدہ ام طاہر احمد صاحبہ کی صحت وعافیت کے لئے جو خواتین اور احباب جماعت باقاعدہ دعا کرتے رہیں۔ وہ اس لحاظ سے خدا تعالےٰ سے اجر پانے کے مستحق ہیں۔ کہ وہ محض خدا تعالےٰ کے لئے دُعا کرتے ہیں۔ خدا تعالےٰ انکی کئی ایسی دُعائیں جو انکی ذات کے متعلق ہونگی قبول فرمائیگا۔ پس احباب التزام کے ساتھ سیدہ موصوفہ کی صحت وعافیت کے لئے دعا کرتے رہیں ؛

۳۱ مارچ تک اپنے چندے ادا کر دیں

وہ احباب جو سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی آواز پر لبیک کہنے میں سمجھتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ثواب ہے "وہ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ذیل سن لیں" جو دوست سابقون میں شامل ہونا چاہیں۔ وہ ۳۱ مارچ تک اپنے چندے ادا کر دیں" حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کا اپنا عملی پاک نمونہ یہ ہے۔ کہ حضور نے اپنا سال دہم کا دس ہزار روپیہ کا عطیہ تحریک جدید کو عطا فرما دیا ہے پس آپ بھی حضور کے اس اسوہ کے مطابق ۳۱ مارچ تک اپنا وعدہ مرکز میں داخل کر کے ثواب حاصل کریں ؛

فنانشل سیکرٹری تحریک جدید

رشد وسعادت کا تقاضہ یہ ہے۔ کہ آپ کو قبول کیا جائے ؛

ہوشیار پور میں نہایت عظیم الشان جلسہ

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز شرکت فرمائینگے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو المصلح الموعود کی پیشگوئی کا اشتہار ہوشیار پور سے شائع فرمایا تھا۔ اب اللہ تعالےٰ نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز پر ظاہر فرمایا ہے۔ کہ حضور ہی کی ذات والاصفات اس پیشگوئی کی مصداق ہے۔ چونکہ اس پیشگوئی کی بہت سی شقیں پوری ہو چکی ہیں۔ اس لئے ان کے اعلان کے لئے یہ جلسہ ۲۰ تبلیغ ۱۳۲۳ ہش مطابق ۲۰ فروری ۱۹۴۴ء منعقد ہونے والا ہے۔ ہوشیار پور اور جالندھر کی تمام جماعتوں کے زیادہ سے زیادہ افراد اس جلسہ میں شامل ہوں۔ اور پنجاب کی ہر جماعت اپنا ایک نمائندہ اس جلسہ میں شریک ہونے کے لئے ضرور بھیجے۔ ایک سے زیادہ دوست آنا چاہیں تو ممانعت نہیں ہے۔ سرحد یوپی وغیرہ علاقہ جات سے بھی اگر نمائندے بھجوائے جاسکیں۔ تو بھجوانے کی کوشش کی جائے ؛ (ناظر دعوۃ وتبلیغ قادیان)

اخلاق احمد و شمائل احمد کا امتحان دیں

خدام الاحمدیہ کو مامور زمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق حمیدہ وشمائل حسنہ سے واقف ہونا اور انہیں اختیار کرنا ہی احمدیت کا مغز ہے۔ اس کے بہترین وسائل میں سے خدام الاحمدیہ کے زیر اہتمام کتب اخلاق احمد وشمائل احمد میں شرکت ہے۔ جو ۲۳ شہادت (اپریل) کو انشاء اللہ منعقد ہوگا۔ تمام خدام کا فرض ہے کہ اس امتحان میں شامل ہوں۔ اور ابھی سے اسکی تیاری شروع کر دیں۔ ہر دو کتب دفتر مرکزیہ سے ۱۲؍ میں مل سکتی ہیں ؛

خلیل احمد مہتمم تعلیم

محمد احسن صاحب مرحوم کو منگوا کر نماز جمعہ پڑھانے پر مامور فرمایا۔ اور سید صاحب مرحوم نے کئی جمعے متواتر حضور کی علو مرتبت وشان پر نہایت زوردار خطبے پڑھے جب حضور حج کے لئے تشریف لے گئے۔ تو خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ میں تو ہمیشہ شامل رہا۔ کیونکہ ان کے چلے جانے کے بعد یہاں کا کیا ہوگا۔ پھر خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی وفات پر انہی سید صاحب سے جس طرح اللہ تعالےٰ نے کام لیا وہ سماں بھی آنکھوں کے سامنے ہے۔

حضور کے دست مبارک پر اولین بیعت میں براہ راست شامل ہونے کا فخر مجھے حاصل ہے

محمد عبد اللہ جان اختر بی۔ اے۔ ایل ایل بی مردان

ہونے کے متعلق ذکر کیا۔ تو فرمانے لگے کہ آپ دیکھتے نہیں۔ کہ ہم اسی لئے میاں صاحب کی کس قدر عزت کرتے ہیں۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ گھوڑے سے گرنے کی وجہ سے بہت بیمار تھے۔ اور لاہوری پارٹی کے لوگ سازشوں میں مبتلا تھے۔ تو آپ نے جناب مولوی

وشان کے متعلق سنا۔ ایک دفعہ فرمانے لگے۔ دیکھو جب میاں صاحب تشریف لاتے ہیں۔ تو ہم خود ان کے لئے دائیں جانب جگہ چھوڑ دیتے ہیں مگر یہ لوگ (دیگر حاضرین مجلس) اس بات کی چنداں پروا نہیں کرتے۔

پیر منظور محمد صاحب نے جب حضور کے مصلح موعود

بقیہ صفحہ اوّل

ثابت ہے۔ کہ ہر ایک صدی پر ایک مجدد کا آنا ضروری ہے۔ اب ہمارے علماء جو بظاہر اتباع حدیث کا دم بھرتے ہیں انصاف سے بتلاویں۔ کہ کس نے اس صدی کے سر پر خدا تعالےٰ سے الہام پاکر مجدد ہونے کا دعوےٰ کیا ہے۔ یوں تو ہمیشہ دین کی تجدید ہو رہی ہے۔ مگر حدیث کا تو یہ منشا ہے۔ کہ وہ مجدد خدا تعالےٰ کی طرف سے آئے گا۔ یعنی علوم لدنیہ وآیات سماویہ کے ساتھ اب بتلاویں اگر یہ عاجز حق پر نہیں ہے۔ تو پھر وہ کون آیا۔ جس نے اس چودھویں صدی کے سر پر مجدد ہونے کا دعوےٰ کیا۔ کیا کوئی الہامی دعاوی کے ساتھ تمام مخالفوں کے مقابل پر ایسا کھڑا ہوا جیسا کہ یہ عاجز کھڑا ہوا فتفکروا وتندموا واتقوا اللہ ولا تغلوا (ازالہ اوہام)

پس جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا اور کوئی ایسا وجود نہیں ہے۔ تو

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے حضور ایک مخلص کا مکتوب

السلام علیک یا مصلح الموعود ثم امیر المومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کل کا دن کس قدر خوشی وبرکت کا دن تھا جبکہ الفضل میں یہ پڑھا کہ حضور نے اعلام الٰہی کے ماتحت اپنے مصلح الموعود ہونے کا اعلان فرمایا ہے۔ آمنا وصدقنا

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالےٰ ان کی روح پر فتوح پر اپنی نادر برکات نازل فرماوے۔ (آمین) سے میں نے خود کئی بار حضور کے علو مرتبت

جلسہ ہوشیار پور ہوشیار پور میں رہائش کا انتظام میونسپلٹی کی سرائے میں کیا گیا ہے۔ گاڑی سے اترنے والے اصحاب یا لاری وغیرہ کے ذریعہ آنیوالے اصحاب دہاں پہنچ جائیں۔ ناظر دعوۃ وتبلیغ

تنظیم کی کوئی تحریک کیوں کامیاب نہیں ہوتی

اس وقت بہت سے ایسے مذہبی اور قومی مسائل ہیں جن سے تمام مسلمانوں کو ایک سا تعلق ہے۔ اور ان کے ساتھ ان کے مفادات وابستہ ہیں۔ مگر باوجود اس کے ان مسائل کے حل کرنے کے لئے اور انہیں عملی جامہ پہنانے کے لئے ان کا کوئی متحدہ محاذ نہیں۔ اسلام نے ہر حکم میں اتحاد کی روح کو قائم رکھنے کے لئے اجتماعیت کو انفرادیت پر ترجیح دی ہے عبادات سے لے کر دنیاوی احکام تک میں اتحاد و اجتماع کا اصل کام کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ اسلام کے مجلسی نظام کو ہی دیکھ لیجئے۔ اس میں کس حد تک مساوات کو برقرار رکھا گیا ہے۔ کہ برتری کا معیار تقوےٰ اور اعلیٰ اخلاق کو قرار دیا۔ اور اس کے علاوہ ہر قسم کے امتیازات کو مٹا دیا۔ تقوےٰ اور اخلاقی بلندی کو مدار امتیاز قرار دینے میں بھی درحقیقت اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ جو شخص حقیقت میں متقی اور اعلےٰ اخلاق سے متصف ہوگا۔ وہ کیونکر اپنے آپ کو ایک ممتاز اور بالا ہستی سمجھ کر دوسروں سے نفرت اور حقارت کا سلوک کرے گا۔ غرض اسلام کا مجلسی نظام ایسی مکمل مساوات کے اصل پر مبنی ہے۔ کہ صدیاں گذر جانے اور مسلمانوں کے اسلام سے کوسوں دور ہو جانے کے بعد بھی مجلسی مساوات کی صفت ان میں اس قدر نمایاں ہے۔ کہ دشمن بھی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اور اسے تسلیم ہے۔ کہ مسلمانوں میں جو کچھ تھوڑی سی اونچ نیچ موجود ہے۔ وہ ہندو اقوام کے اختلاط کی وجہ سے ہے۔ ورنہ مذہباً وہ کامل مساوات کا حامی ہے۔ چنانچہ آریہ سماج جات پات توڑک منڈل لاہور کا ماہوار رسالہ کرانتی دسمبر ۱۹۴۳ء میں لکھتا ہے: "جات پات ہندوستانی مسلمانوں میں بھی ہے۔ مگر وہ اسے اپنے لئے ایک بیماری سمجھتے ہیں۔ نہ کہ دھرم کا ایک ضروری حصہ۔ ہندو اور سکھ جات پات توڑنے والے کو برادری سے نکال دیتے ہیں۔ مگر مسلمانوں کی یہ حالت نہیں"۔ (کرانتی ص۶)

لیکن کیا ہی عجیب بات ہے۔ کہ غیر مذاہب والے تو باوجود شدید مذہبی اختلافات کے اسلام کی ان مفید باتوں کو جن سے ان کے مذاہب یکسر خالی ہیں اپنانے کے لئے اور اپنے مذہب کی ان باتوں سے جو ان کے لئے نقصان رساں ہیں چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے اپنی ساری کوششیں ایک مرکز پر جمع کرنے میں مصروف ہیں۔ مگر مسلمان اس کے برعکس عام مسائل تو الگ رہے۔ اپنے مشترکہ خالص مذہبی معاملات میں بھی ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کام کرنے کے روادار نہیں۔ بلکہ اگر کوئی یہ کام کرنے پر آمادہ ہو۔ تو الٹا اس سے لڑنے جھگڑنے اور اس کے کام میں ہر طرح سے روڑے اٹکانے لگ جاتے ہیں۔

آج سے کوئی نصف صدی پیشتر اسلام اور مسلمانوں کی مشترکہ مشکلات کو دور کرنے کے لئے قادیان کی بستی میں الٰہی حکم کے ماتحت ایک جماعت کی بنیاد رکھی گئی۔ وہ اتحاد و اتفاق کی بنیاد تھی۔ ہاں وہ اتحاد و اتفاق جو آج سے تیرہ صدیاں پیشتر مسلمانوں کو نصیب ہوا تھا۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ غرض پرست علما اسے افتراق و انشقاق کی بنا قرار دینے لگے۔ حالانکہ صدیاں پیشتر وہ ان کے متبعین اپنی تنظیم کھو چکے۔ نہ ان کا کوئی مضبوط عملی مرکز رہا۔ نہ کوئی واجب الاطاعت راہنما تھا اور یہی دو چیزیں اتفاق و اتحاد کی جان ہیں۔ پس ان حالات میں جماعت احمدیہ کا قیام اور اس کا ایک واجب الاطاعت امام کی راہنمائی میں آنا عین اتحاد و اتفاق کی دعوت تھی۔ نہ افتراق و انشقاق کا بلاوا مگر بجائے اس کے کہ وہ اس دعوت کو قبول کرتے اور اس پاک جماعت میں جو انہی میں سے آئے ہوئے دردمند اور مخلص مسلمانوں کی تنظیم ہے شامل ہوتے اور ایک متحدہ محاذ قائم کر کے طاغوتی طاقتوں کا مقابلہ کرتے وہ اپنے مفادات کے بالکل الٹ اس کے مقابلے کے لئے ان طاغوتی طاقتوں کی امداد کرنے لگے۔ اور جماعت کے کام میں روکاوٹ ڈالنے کا انہوں نے تہیہ کر لیا۔ لیکن وہ جماعت جو خدا کے حکم کے ماتحت قائم ہوئی۔ اس نے اپنے کام کو نہ چھوڑا۔ گو اپنے ہی گھر کے لوگوں کے مخالف ہو جانے کی وجہ سے اس کا کام بہت مشکل ہو گیا۔ کیونکہ اس کو اندرونی اور بیرونی دونوں دشمنوں سے مقابلہ کرنا پڑا۔ مگر یہ مخالفت کی آندھیاں اس کی عظمت و شوکت کا ذریعہ بن گئیں۔

پہلے دشمن نے بحث و مناظرہ کے ذریعہ طوفان مخالفت برپا کیا۔ مگر اس میں اسے ایسی بری طرح شکست ہوئی۔ کہ آخر کار جماعت احمدیہ کے عقائد کی مضبوطی کو تسلیم کرنے کے سوا اس کے لئے کوئی چارہ کار نہ رہا۔ اور اسے یہ کہنا پڑا۔ کہ علماء نے جو ہتھیار جماعت احمدیہ کو مٹانے کے لئے استعمال کیا تھا۔ وہی اس کی زندگی کا ذریعہ بن گیا۔ اگر علماء اس جماعت سے بحث و مناظرہ کی طرح نہ ڈالتے۔ تو یہ جماعت ہرگز ترقی نہ کر سکتی۔ جماعت کی مخالفت سیاسی بنیادوں پر کرنی چاہیئے تھی اور اس ہتھیار کے ذریعہ اسے صفحہ ہستی سے نابود کیا جانا چاہیئے تھا۔ چنانچہ احرار یہی ہتھیار لے کر جماعت احمدیہ پر حملہ آور ہوئے۔ اور ان دعوؤں کے ساتھ حملہ آور ہوئے۔ کہ اب قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے گی۔ اس جماعت کو تتر بتر کر دیا جائے گا۔ غرض ہر وہ لفظ جو عبرت انگیز تباہی ظاہر کرتا تھا۔ انہوں نے اپنے دعوی میں شامل کر لیا۔ مگر خدا نے جس کا یہ اعلان تھا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون کہ ہم نے ہی یہ ذکر اتارا ہے۔ اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔ ان کے دعووں کو انہیں پر لوٹا دیا۔ اور جیسا کہ حضرت امام جماعت احمدیہ کو پہلے سے خبر دے دی گئی۔ کہ "احرار کے پاؤں تلے سے زمین نکل رہی ہے" وہ اپنی بنیادوں سے ایسے اکھڑے ایسے اکھڑے کہ پھر نہ جم سکے۔ دیکھنے والوں نے دیکھا۔ کہ وہ لوگ جن کے سہارے احرار کے یہ دعوے تھے۔ اور جن کے ہاتھ ان کی حمایت میں اٹھتے تھے۔ اور جن کی زبانیں ان کی تعریفوں کے پل باندھتی تھیں۔ کچھ عرصہ کے بعد وہی لوگ احرار کی بربادی میں کوشاں نظر آنے لگے۔ اب ان کے ہاتھ احرار کے خلاف اٹھتے تھے۔ ان کی زبانیں ان کے عیوب گنوانے سے نہ تھکتی تھیں۔ اور پھر خدا نے یہ سب کچھ ایک ایسی تحریک کے ذریعہ سے کرایا۔ جو خود تحریک کے بانیوں کی ذلت و رسوائی کا موجب بن گئی۔ اور اس نے غیر اقوام کے سامنے اپنے مسلمانوں کی مصنوعی تنظیم کا پول کھول دیا۔ ہر وہ قدم جو اس تحریک کے بانی اٹھاتے ذلت و خواری کا پیش خیمہ بن جاتا۔ اس تحریک کو اتحاد ملت کا ذریعہ بنانا چاہا۔ مگر وہ افتراق ملت کا موجب ثابت ہوئی۔ اور آخر مسلمانوں کو اس تحریک کی ناکامی کا بھی اقرار کرنا پڑا۔ اور خود ہی ایسے سامان پیدا کر دیئے۔ کہ یہ تحریک اپنی موت آپ مر جائے۔ رسالہ کامیاب دہلی اس تحریک پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

"تحریک مسجد شہید کا سارا معاملہ غلطیوں اور بدبختیوں کا ایک دفتر ہے۔ ان غلطیوں اور بدبختیوں کا ایک نمایاں اضافہ مسٹر جناح کا سکھوں سے اپیل کرنا اور سکھوں کی طرف سے اس ٹھکرا دیا جانا تھا۔"

اس ایک تحریک پر ہی کیا منحصر ہے۔ خدا کی قائم کردہ جماعت سے الگ ہو کر مسلمانوں نے جو تحریک بھی اپنی تنظیم کے لئے کی وہ بربادی کا موجب بنی۔ ہندوستان کے اندر کئی مذہبی۔ اصلاحی تعلیمی اور سیاسی تحریکیں جاری ہوئیں۔ مگر کسی کو کامیابی نصیب نہ ہوئی۔ لیکن اس کے برعکس جماعت احمدیہ پر جو نیا دن چڑھا وہ اس کی ترقی کی نوید لایا اس کے واجب الاطاعت امام کی ہر سکیم کو خدا نے کامیاب بنایا۔ دشمن کا ہر حملہ ناکام رہا۔ اور جماعت اپنے پیشوا کی راہ نمائی میں آگے ہی آگے بڑھتی چلی گئی۔ آخر اللہ تعالےٰ کا یہ امتیازی سلوک کیوں ہے؟ یہ ایک ایسا سوال ہے جو ہر اس عقلمند کو غور و فکر کی دعوت دیتا ہے جو اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے مسلمانوں کی حقیقی تنظیم کا خواہشمند ہے۔

خاکسار ملک سیف الرحمن دار المجاہدین قادیان

سیرالیون میں تبلیغ احمدیت

(۲)

مسجد اور مشن ہاؤس

لیز مکمل ہو جانے کے بعد میں نے احمدیوں اور غیر احمدیوں سے جن میں جملہ شامی تاجر بھی شامل ہیں چندہ جمع کرنا شروع کیا۔ اور اس ضمن میں کیلہنی۔ مابونٹو اور مقوتوکا اور باؤ ماہوں کا بھی دورہ کیا اور ایک ماہ کے اندر اندر بفضلہٖ تعالے تقریباً ۲۰۰ پونڈ سے زیادہ جمع ہو گیا۔ اس کے بعد عمارتوں کے نقشہ جات پاس کروانے کے ضمن میں مجھے دو دفعہ قصبہ کیلہنی جانا پڑا۔ جہاں علاوہ نقشے پاس کروانے کے تبلیغ بھی کرتا رہا۔ میڈیکل افسر سے دو دفعہ ملا۔ اپریل کے شروع میں مسجد اور مشن ہاؤس کا کام شروع کر دیا۔ جو اگست کے آخر میں مکمل ہو گیا۔ اب بفضلہ تعالے یہ ہر دو عمارتیں جن پر کل خرچ تقریباً ۲۴۰ پونڈ ہوا۔ استعمال میں آرہی ہیں۔ اور اس ملک کی نسبت سے عالیشان ہیں۔ مسجد ۳۵ فٹ لمبی اور ۲۵ فٹ چوڑی ہے۔ اور مشن ہاؤس ۳۶ فٹ لمبا اور ۲۶ فٹ چوڑا ہے۔ جس میں چار وسیع کمروں کے علاوہ ایک کھلی بیٹھک بھی ہے۔ میری تین ماہ کی عدم موجودگی میں ہمارے افریقن مبلغ مسٹر عمر جاہ اس مشن اور سکول کے انچارج رہے۔ گو اب وہ خاص وجوہات کی بنا پر مبلغی سے علیحدہ کر دئے گئے ہیں۔ لیکن انہوں نے بھی دوران قیام میں اس مشن کی مضبوطی اور سکول کی ترقی میں کافی کوشش سے کام کیا۔ اللہ تعالٰے ہم سب کے گناہ معاف کرے۔ ہمارے نیک کاموں کی جزائے خیر دے۔

سکول کی عمارت

اب خدا کے فضل سے مرکزی عمارت کے علاوہ بھی کھلے کمروں کا ایک اور مکان بھی تیار ہو گیا ہے۔ جو کہ فی الحال کچن کے طور پر استعمال ہو رہا ہے۔ لیکن بوقت ضرورت طلباء یا ٹیچرز کی رہائش کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اس وقت اسی کمپاؤنڈ میں سکول کی ایک وسیع عمارت جو ۴۲ فٹ لمبی اور ۲۶ فٹ چوڑی ہے کی بنیاد رکھی جا چکی ہے۔ اور تیار ہو رہی ہے۔ ایک کنواں بھی کھودا جا رہا ہے۔ ان سب عمارتوں کے کام میں سکول کے بعض طالب علموں نے اور بعض احمدیوں نے میری کافی طور پر مدد کی۔ اور تحریک جدید کے اصول کے ماتحت مجھے خود ہاتھوں سے ہر قسم کا کام کرتے دیکھ کر مزدورانہ کام کرنے میں عار نہیں سمجھا۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

گذشتہ سال کے دوران میں مکرم مولوی نذیر احمد صاحب دو دفعہ یہاں کے مشن کا معائنہ کرنے کے لئے آئے۔ اور ایک ماہ سے زیادہ عرصہ یہاں ٹھہرے۔ اس عرصہ میں مولوی صاحب موصوف نے شہر میں چھ مختلف لیکچر دئے۔ مسجد میں متواتر تبلیغ کرنے کے علاوہ پرائیویٹ طور پر شامیوں اور افریقن لوگوں کو پیغام حق پہنچایا اور مجھے جملہ ہدایات دیتے رہے۔ مولوی صاحب نے جماعت کو زکوٰۃ کی ادائیگی کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی۔ جس کے نتیجے میں اب بعض احمدی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ یہاں کا احمدیہ سکول بفضلہ تعالے پہلے سے بہت ترقی پر ہے۔ اس وقت دو ٹیچر سکول میں کام کر رہے ہیں۔ اور عربی تعلیم کے لئے میں خود سکول میں وقت دیتا ہوں۔ طلباء کی موجودہ تعداد ۵۶ کے قریب ہے۔ اس کے علاوہ مسجد میں روزانہ قرآن کریم کا درس دیتا ہوں۔ عمارتوں کی نگرانی اور شامیوں۔ عیسائیوں اور دوسرے افریقن میں انفرادی تبلیغ کرتا ہوں۔ گذشتہ ماہ تین کس اصحاب نے بیعت کی۔ پھر کیلہنی کی جماعت کی تربیت کے لئے اور باؤ ماہوں اور مقوتوکا سکولوں کے معائنہ کے لئے کئی بار یہاں سے جاتا رہا۔ کیلہنی میں بعض نئے احباب جماعت میں داخل ہوئے تھے۔ مگر بعض دنیوی وجوہ کی بنا پر پھر پیچھے ہٹ گئے۔

ایک مخلص دوست

آخر میں میں اپنے ایک مخلص شامی دوست سید امین خلیل صاحب کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کمبورکا میں جماعت اور مشن کے قیام کا موجب دراصل یہی ہیں۔ کیونکہ انہوں نے ہی سب سے پہلے ۱۹۴۰ میں ہمیں یہاں خط اور تار کے ذریعے بلایا جس پر مکرم مولوی نذیر احمد صاحب نے مجھے روانہ کیا۔ انہوں نے ہماری بہت زیادہ مالی طور پر امداد کی ہے۔ جس کی وجہ سے ان کے بعض وطنی ان سے نفرت کرنے لگ گئے ہیں یہ ہمیشہ ہر جگہ ہماری تبلیغ کرتے ہیں۔ ان کے بچے بھی ہمارے سکول میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ انہوں نے مکرمی مولوی نذیر احمد صاحب کی تحریک پر گذشتہ سال یعنی ۱۹۴۳ء کو اپنی مالی حیثیت کے مطابق دسمبر کے آخر میں مجھے ۵۰ پونڈ زکوٰۃ دی۔ جن میں سے ۳۵ پونڈ جو ہم نے عمارتوں کے ضمن میں ان کا قرضہ دینا تھا۔ واپس کر دئے۔ ربّنا تقبّل منّا انّک انت السمیع الدّعاء۔

یہ صاحب احباب جماعت سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالٰے اُن کو اور ان کے بچوں کو سلامت رکھے۔ اور جلد احمدیت میں داخل ہونے کی توفیق دے۔ ان کو اور ان کی بیوی کو کئی دفعہ اللہ تعالٰے نے بذریعہ خواب بتایا ہے۔ کہ احمدیت سچی ہے۔ اور میرے سامنے انہوں نے ایک دفعہ قسم کھا کر کہا۔ کہ میں احمدی ہوں۔

دُعا کے لئے التجاء

جیسا کہ اوپر ذکر کر آیا ہوں۔ میری آنکھوں میں ابھی تکلیف باقی ہے۔ اس لئے احباب سے عاجزانہ درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ ہمیشہ اپنی دعاؤں میں ہمیں یاد رکھا کریں۔ تا اللہ تعالٰے ہمیں اس ملک کی ہر بیماری اور ہر تکلیف سے محفوظ رکھے۔ اور ہماری مشکلات دور کرتا ہوا ہمیں اس ملک میں احمدیت کے جھنڈے گاڑنے میں کامیابی عطا فرمائے۔ جس طرح یہاں کی کامیابی عجیب روح افزا ہے۔ اسی طرح دوسری طرف یہاں کی مشکلات بھی عموماً عجیب اور دوسرے ممالک سے مختلف ہیں۔ انسان عموماً مدّ و جزر اور قبض و بسط کی حالت میں سے گزرتا رہتا ہے۔ بعض دفعہ اللہ تعالٰے بہت کامیابی دیتا اور اپنی نصرت کا ظاہر طور پر ہاتھ دکھاتا ہے۔ جس سے طبیعت میں ایک خوشی اور جوش پیدا ہوتا ہے۔ اور بعض دفعہ انسان ایسے حالات اور مشکلات میں چاروں طرف سے گھر جاتا ہے۔ کہ اگر خدا کی ہستی پر یقین نہ ہو۔ اور اس کا خاص فضل شامل حال نہ ہو۔ تو ضرور کامل طور پر مایوسی غالب آجائے۔ امید اور مایوسی کی ایسی مشترکہ حالت میں دعا کرتے کرتے اور متٰی نصر اللہ کہتے کہتے بعض دفعہ یہ بھی خیال آتا ہے۔ کہ کاش اس وقت ہماری یہ حالت قادیان والوں پر عیاں و منکشف ہو جائے۔ تا کہ وہ ہم پر رحم کھا کر وہاں کی مقدس سرزمین اور متبرک مقام میں ہمارے لئے دعا کریں۔ تا اللہ تعالٰے ہماری مشکلات کو ھباءً منثورا کرتے ہوئے کامیابی کا منہ دکھلائے۔ کیونکہ ہماری فتح ان کی فتح اور ہماری کامیابی ان کی کامیابی ہے۔

احقر محمد صدیق امرتسری
مجاہد تحریک جدید۔ سیرالیون

سمندری فوج میں داخل ہو کر
اپنی زندگی سنواریئے

اور دنیا کی سیر و سیاحت کیجئے

سیمین یا اسٹوکر کی حیثیت سے داخل ہو جائیے

ہندوستانی بحری بیڑے میں آپ صحت بخش اور خوشگوار زندگی بسر کر سکتے ہیں محض کام سیکھنے کے عرصہ میں بھی آپکو معقول تنخواہ ملتی ہے۔ علاوہ ازیں سب ملازمین کو مفت لباس عمدہ کھانا اور بہترین قسم کی طبی امداد دی جاتی ہے۔ دیگر بھی بہت سی رعائتیں اور سہولتیں بھی میسر ہوتی ہیں سیمین اور اسٹوکروں کی جلد ضرورت ہے۔ یہی موقع ہے جس سے فائدہ اٹھا کر آپ اس وقت اچھی ملازمت اور آئندہ ترقی حاصل کر سکتے ہیں۔ ایک ماہر سمندر ماہر کی حیثیت سے جنگ کے بعد بھی آپ کی بڑی قدر ہوگی۔ قریب ترین ریکروٹنگ آفس کے پتہ پر بلا توقف جلد درخواست بھیجئے۔

ہندوستانی بحری بیڑے میں داخل ہو کر دنیا بھر کی سیر کیجئے۔ آپ کی معلومات میں کثیر اضافہ ہوگا۔ اور ایسے گوناگوں تجربات آپ حاصل کر سکیں گے جو کسی اور طرح نصیب نہیں ہو سکتے۔

داخلے کی شرائط۔ امیدواروں کے لئے انگریزی یا اردو لکھنا پڑھنا جاننا ضروری ہے۔ انہیں اتنا حساب آنا چاہیے کہ فیصدی اوسط اور رقبہ نکالنے کے معمولی سوالات حل کر سکیں جسمانی صحت و تندرستی قد و قامت وغیرہ کا حسب معیار ہونا لازمی ہے عمر ۱۷ سال سے ۲۵ سال کے درمیان ہونی چاہیئے۔

سیمین:- ہندوستانی بحری بیڑے میں سمندری لڑائی کے فرائض سیمین کے سپرد ہوتے ہیں منجملہ دوسرے اہم فرائض کے سیمین جہاز چلانے کشتی رانی (بذریعہ چپو، بادبان یا موٹر) نارپیڈو کے ساز و سامان کے استعمال کرنے اور گولہ اندازی میں تربیت یافتہ ہونے چاہئیں۔

اسٹوکر:- ان کے فرائض میں جہاز کے انجن اور بائیلر کی دیکھ بھال شامل ہے۔

اسٹوکر کا کام نہایت دلچسپ ہوتا ہے۔ اور صرف ان ہی لوگوں کو سکھایا جاتا ہے۔ جو کوئلے یا تیل سے چلنے والے بائیلر پمپ۔ موٹر بوٹ وغیرہ جیسی مشنری کے چلانے کا شوق رکھنے کی اہلیت رکھتے ہوں۔

تنخواہ:- بھرتی ہونے پر سیمین اور اسٹوکرز کی تنخواہ ۲۰/ روپیہ ماہوار سے شروع ہوتی ہے۔ اس بنیادی تنخواہ کے علاوہ سب ملازمین کو مختلف بھتے بھی دیے جاتے ہیں۔ جن سے ان کی تنخواہ میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے فرض شناسی محنت اور قابلیت سے کام کرنے والوں کو بڑے عہدے پر ترقی دی جاتی ہے۔ جس کے ساتھ ساتھ ان کی تنخواہ بھی بڑھتی جاتی ہے۔

مزید تفصیلات کے لئے اپنے قریب ترین ریکروٹنگ آفس میں مندرجہ ذیل پتہ پر درخواست بھیجئے

ریکروٹنگ آفیسر ● راولپنڈی ● لاہور ● جالندھر ● دہلی ● انبالہ ● پشاور

● اسسٹنٹ ٹیکنیکل اور ریکروٹنگ آفیسر ۷ سینٹ جارجز گیٹ روڈ ہیسٹنگز کلکتہ۔

● ٹیکنیکل ریکروٹنگ آفیسر ایسٹرن انڈیا۔ حضرت گنج۔ لکھنؤ۔

● اسسٹنٹ ریکروٹنگ آفیسر ۷ سے روڈ ہیسٹنگز۔ کلکتہ۔

رائل انڈین نیوی

ہندوستان کی سمندری فوج

فوری ضرورت ہے

ایک ایسے احمدی ٹائپسٹ کی جو اردو کے زبانی نوٹس سے ڈرافٹ انگریزی میں تیار کر کے ٹائپ کر سکے۔ تنخواہ حسب لیاقت لیکن ۵۰ سے زائد نہ ہوگی۔

درخواستیں بنام

بھارت بلڈنگ اینڈ فرنشنگ کمپنی ۱۰ دریا گنج۔ دہلی

کتابت کی سیاہی

کتابت کی تمام روشنائیوں سے رنگ اور چمک میں بہترین۔ روانی میں صاف اور طباعت میں عمدہ ہے۔

قیمت ۱۲ روپے فی سیر

نمونہ تین پیسے کا ٹکٹ ڈاک بھیجکر مفت طلب کریں

ڈائمنڈ خوشنویس روشنائی سٹورز روڑس ضلع سیالکوٹ

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

واشنگٹن ۱۷ فروری۔ کرنل ناکس نے اخبارات کے نمائندوں کو ایک ملاقات کے دوران میں بتایا کہ خلیج بسکے کے رقبہ کو خطرہ زدہ رقبہ قرار دیدیا گیا ہے۔ اب اس کے علاقہ میں کوئی جہاز بغیر اجازت نہ جائے گا۔ جہازوں کی آمد و رفت اس لئے ممنوع قرار دیدی گئی ہے۔ کہ جرمن جنگی جہاز ناکہ توڑ کر نکلنے کی کوشش کرتے تھے۔ خلیج بسکے فرانس کے مغرب اور سپین کے شمال میں واقع ہے۔

نئی دہلی ۱۷ فروری۔ کونسل آف سٹیٹ میں ہندو مہاسبھا کے صدر کے جلوس پر لاٹھی چارج کے متعلق مسٹر کالیکر کی تحریک التوا ء خلاف قاعدہ قرار دیدی گئی۔

نئی دہلی ۱۷ فروری۔ حکومت ہند نے ایک سرکاری اعلان میں کہا ہے۔ کہ چونکہ اخباروں کی طرف سے آئندہ چھ ہفتوں میں عام مفاد کی زیادہ خبریں چھاپنے کے لئے زیادہ صفحات کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ اسلئے حکومت نے ۱۸ فروری سے ۳۰ مارچ تک اخبارات کو ۱/۴ صفحے بڑھانے کی اجازت دیدی ہے۔ مگر اخبارات کو صفحے بڑھا کر قیمت بڑھانے کی اجازت نہیں ہوگی۔

دہلی ۱۷ فروری۔ کامرس ممبر نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ صنعت و حرفت کا مطالعہ کرنے کے لئے اس وقت روس یا جاپان میں کسی ہندوستانی وفد کو نہیں بھیجا جائے گا۔ امریکہ اور انگلستان میں صنعتی وفد بھیجنے کی تجویز زیر غور ہے۔

لنڈن ۱۷ فروری۔ روسی فوجیں جوں جوں کرزن لائن کی طرف بڑھ رہی ہیں۔ روس اور پولینڈ کی باہمی کشیدگی بھی نازک صورت اختیار کرتی جا رہی ہے۔ عین ممکن ہے کہ جب روسی اس علاقہ میں پہنچیں۔ جسے پولینڈ کا علاقہ تسلیم کرتے ہیں۔ تو وہاں بھی ماسکو کی طرف سے ایک کٹ پتلی گورنمنٹ قائم کر دی جائے۔

بمبئی ۱۷ فروری۔ پچھلے دنوں سے بمبئی میں سونے کی خرید و فروخت کا بازار خوب گرم ہے۔ اگرچہ قیمت ۷۰ روپے تولہ سے نہیں گری۔ فروخت کی اوسط ۵۰ ہزار تولہ روزانہ ہے۔ یہ سونا چھوٹی چھوٹی سلاخوں کی صورت میں بک رہا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ عوام تک بآسانی پہنچ جائے۔

الجزائر ۱۷ فروری۔ اتحادی توپوں نے کاسینو کے گرجا گھر کو جہاں جرمنوں نے مورچے بنا رکھے تھے۔ مکمل طور پر تباہ کر دیا ہے۔ گولہ باری کے علاوہ ۲۰ منٹ تک سخت بمباری بھی کی گئی۔ اس طرح ہٹلر کا آہنی قلعہ ٹوٹ گیا ہے۔ اب امریکنوں کیلئے شہر پر قبضہ کرنے کے لئے میدان صاف ہو گیا ہے۔ روم کے جنوب میں جرمنوں نے کیرو سینو پر قبضہ کر لیا ہے۔

نئی دہلی ۱۷ فروری۔ مرکزی اسمبلی میں ۴۵-۱۹۴۴ء کا ریلوے بجٹ پیش کر دیا گیا۔ یکم اپریل سے ریلوے کرایہ میں ۵ فیصدی اضافہ ہو جائے گا۔

لنڈن ۱۷ فروری۔ ”ڈیلی ہیرلڈ“ اراکان کی لڑائی پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ اس وقت گو دشمن کی شدید ترین لڑائیاں اراکان کے محاذ پر ہو رہی ہیں۔ اس سلسلے میں سب سے بڑی حقیقت یہ ہے کہ اتحادی اقوام ابھی تک مشرق میں اتنی کافی طاقت جمع نہیں کر سکیں جتنی جاپان کے خلاف پورے زور سے حملہ کرنے کے لئے درکار ہیں۔ ہمیں شدید مقابلہ کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ کیونکہ جاپانی آخری دم تک شدید مزاحمت کریں گے۔

بیروت ۱۷ فروری۔ لبنان نے دمشق۔ قاہرہ۔ بغداد۔ لنڈن اور الجیرس میں اپنے وزیر مقرر کر دیئے ہیں۔ نیویارک سماپو (برازیل) اور دیگر بڑے بڑے شہروں میں جہاں اہل لبنان کی اہم بستیاں ہیں۔ قنصل خانے مقرر کئے جائیں گے۔

واشنگٹن ۱۷ فروری۔ صدر روزویلٹ نے ایک پریس کانفرنس میں اعلان کیا کہ کاسینو کے قریب ایک گرجے پر بمباری جائز ہے۔ کیونکہ جرمن اسے فوجی مقاصد کیلئے استعمال کر رہے تھے۔ آپ نے جنرل آئزن ہاور اور جنرل والٹر سمتھ کے وہ احکام سنائے اور بتایا کہ ہم تاریخی مقامات کو نقصان نہیں پہنچانا چاہتے۔

بمبئی ۱۷ فروری۔ ڈی ساورکر پریذیڈنٹ ہندو مہاسبھا نے مہاراجہ بڑودہ کی نئی شادی کے متعلق کہا۔ میں اس واقعہ کو پولیٹیکل مقاصد کے لئے استعمال کئے جانے کی سخت مذمت کرتا ہوں۔ میں غیر مبہم الفاظ میں مہاراجہ کو گدی سے اتار دیے جانے کی مخالفت کرتا ہوں۔ اس قسم کا اقدام خصوصاً موجودہ حالات میں ہندو ریاستوں کے لئے سخت نقصان دہ ثابت ہوگا۔

نئی دہلی ۱۷ فروری۔ آج وائسرائے ہند نے اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ برطانیہ چاہتا ہے کہ ہندوستانیوں میں اتحاد قائم ہو۔ سر کرپس کی سکیم کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے کہا۔ برطانیہ آج بھی اپنے اس وعدے پر قائم ہے جو سکیم میں کیا گیا تھا کہ ہندوستان کی عنان ہندوستانیوں کے ہاتھ میں دیدی جائے گی۔ سر کرپس کی سکیم میں جو تجاویز پیش کی گئی تھیں۔ ان میں یہاں تک ہندوستانیوں کو اختیار دیدیا گیا تھا کہ اگر وہ چاہیں تو برطانیہ سے علیحدہ بھی ہو سکتے ہیں۔ جو لیڈر نظر بند ہیں۔ ان کی رہائی پر زور دینا اسوقت تک بے فائدہ ہے جبتک وہ حکومت سے مل کر کام کرنے پر رضامندی ظاہر نہ کریں اور یہ نہ بتائیں۔ کہ وہ ہندوستان خالی کر دینے والا ریزولیوشن واپس لینے کے لئے تیار ہیں۔

ہندو مسلم اتحاد کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے کہا۔ ہندوستان قدرتی طور پر ایک ہی ملک ہے۔ ہندوستانی لیڈروں کو چاہیئے۔ کہ اقلیتوں اور دیسی ریاستوں سے مل جل کر رہنے کا انتظام کریں۔ تاریخ میں ایسی مثالیں موجود ہیں کہ دو قومیں جنکی تہذیب و تمدن میں فرق تھا۔ متحد ہو کر اپنے ملک کی ترقی کے لئے کوشاں ہوئیں۔

ہز ایکسی لنسی نے اس امر پر خوشی کا اظہار کیا کہ اہل ہند جنگ میں بہت امداد دے رہے ہیں۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ ایک حصہ ایسا ہے۔ جو علیحدہ ہے۔ میں جانتا ہوں کہ ان میں بڑی قابلیت اور اعلیٰ دماغ کے آدمی ہیں مگر جب تک ۸ اگست ۱۹۴۲ء کا اعلان واپس نہ لے لیا جائے۔ ان کو رہا کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ جن پر اس اعلان کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

لنڈن ۱۷ فروری۔ اٹلی میں پانچویں فوج کے بڑے مورچے پر زور کی لڑائی ہو رہی ہے۔ کیسینو کے بازاروں میں لڑائی لڑی جا رہی ہے۔

ماسکو ۱۷ فروری۔ نیپر کے موڑ پر جو ۱۰ ڈویژن جرمن فوجیں گھر گئی تھیں۔ انکے بچے کھچے دستوں کا صفایا کیا جا رہا ہے۔